

جناب عبدالرشید عراقی

قسط ۲

تالیخ و سیر

# تذکرۃ المحدثین

امام بخاریؒ

ولادت ۱۹۴ء وفات ۲۵۶ء

نام و نسب:

نام محمد بن اسماعیل، کنیت ابو عبد اللہ، امام المحدثین لقب۔ ۱۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ بیچپن میں نابینا تھے، لیکن والدہ کی دعا سے بینائی لوٹ آئی۔

تحصیل علم:

ابتدائی تعلیم بخارا میں حاصل کی اور بخارا میں آپ کا قیام ۶ سال تک رہا۔ اس کے بعد اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ حج کے لیے مکہ معظمہ آئے۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد آپ کی والدہ اور بھائی بخارا لوٹ آئے۔ لیکن امام صاحب مکہ معظمہ میں ہی قیام پذیر رہے اور مکہ میں آپ کا قیام ۲ سال رہا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ پہنچے۔

سماع حدیث کے لیے سفر:

آپ نے سماع حدیث کے لیے بہت سے ملکوں کا سفر کیا۔ شام، الجزائرہ، مصر، بغداد و بصرہ اور میثاق پور قابل ذکر ہیں۔ ان مقامات پر وقت کے علمائے فن سے استفادہ کیا۔

اساتذہ و شیوخ:

امام صاحب کے اساتذہ و شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے ان کا خود بیان ہے،

کتبت عن الف وثمانین نفساً لیس فیہموا لاصحاب حدیث۔ (مقدمہ فتح الباری)

”میں نے ایک ہزار آدمیوں سے حدیثیں لکھیں۔ ان میں سب کے سب محدث تھے۔“

تلامذہ :

امام صاحب کے تلامذہ و مستفیدین کا حلقہ بھی نہایت وسیع تھا۔ محدث قسطلانی (م ۹۲۳) نے ارشاد الساری میں امام زہری کا قول نقل کیا ہے کہ امام بخاری سے براہ راست ۹۰ ہزار آدمیوں نے جامع صحیح کو سنا تھا۔ ان کے تلامذہ میں بڑے پایہ کے علماء و محدثین تھے۔

امام مسلم بن حجاج (م ۲۶۱ھ)

امام ابوعلیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ)

امام ابو عبد الرحمن نسائی (م ۳۰۳ھ)

امام ابن خزیمہ (م ۳۱۱ھ)

امام محمد بن نصر مروزی (م ۳۹۴ھ)

امام صاحب کی شہرت :

امام صاحب کے فضل و کمال کی شہرت اس سے پہلے کہ وہ فارغ التحصیل ہوں، دُور دُور تک پہنچ چکی تھی۔ حفظِ حدیث میں ان کا پایہ اس قدر بلند تھا کہ بڑے بڑے محدثین مقابلہ نہیں کر سکتے تھے، اس لیے ان کی تیزی ذہن اور قوتِ حافظہ عام طور پر اعتراضات کیا جاتا تھا، ان کے زمانہ کے وہ علماء جن کے گرد و پیش ایک بڑی جماعت تلامذہ کی رہتی تھی اور جو فضل و کمال کے لحاظ سے خود امام فن کی حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے کسی مجموعہ حدیث کو امام صاحب صحیح تسلیم کرتے تو فخریہ کہتے کہ :

”ہماری ان حدیثوں کو محمد بن اسماعیل بخاری نے صحیح تسلیم کیا ہے۔“

(مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۳، ۴۸۴)

امام بخاری کا زہد و تقویٰ :

زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی دولت وافر عطا کی تھی۔ والد نے بھی کافی دولت چھوڑی تھی لیکن سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے اور خود دو تین بادام کھا کر گزارہ کر لیتے تھے۔

امام شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں :

”کان قلیل الاکل جدا مفردا فی الجود وقال کان یقنع کل یوم بیلونین“

و ثلاث“ (فیما یحب حفظہ... ص ۲۰)

### اخلاق و عادات :

امام صاحب کی مقدس زندگی میں بعض ایسی شانستہ خصوصیات پائی جاتی ہیں جن سے بڑے نامور لوگوں کا اخلاقی دامن خالی ہے، ان کی طبیعت سخت درجہ غیور، خود دار اور بے تکلف تھی۔ شیوخ و معاصرین کا اعتراف :

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں :

کہ امام صاحب کی مدح میں اگر متاخرین کے اقوال نقل کیے جائیں تو کاغذ اور روشنائی ختم ہو جاتے۔ فذالك بحر لا ساحل له۔

سفینہ چاہیے اس بحر بیگیاں کے لیے

ان کے شیوخ و معاصرین اور تلامذہ بھی ان کے کمالات کے معترف تھے۔ امام مسلم نے امام بخاریؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ شہادت دی۔

”استشهد انه ليس في الدنيا مثلك“ (مقدمہ فتح الباری ص ۲۸۵)

ابن خزمیر فرماتے ہیں :

”اَس آسْمَانِ كَيْ سَيَجِيْ اِمَامُ بَخَارِيٍّ سَعَى بَرْهَرٍ مِّمَّنْ لَمْ يَكُنْ كُوْعَالِمِ حَدِيْثٍ نَهِيْ دَكِيْحًا“

(تمذیب التہذیب ج ۱ ص ۶۰)

### وفات :

۲۵۶ھ میں امام صاحب نے خرتنگ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ !

### تصنیفات :

امام صاحب کو زمانہ تحصیل علم ہی میں تصنیف و تالیف کا شوق ہوا اور آخر عمر تک قائم رہا، آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں۔ مگر یہاں آپ کی مشہور زمانہ کتاب الجامع الصحیح البخاری کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

مولانا عبد السلام مبارکپوری (م ۱۳۴۲ھ) لکھتے ہیں :

”امام صاحب کی کل تصنیفات میں الجامع الصحیح جو آج صحیح بخاری کے نام سے مشہور ہے اور دنیا کے تمام ان حصوں میں جہاں جہاں اسلامی اثر پہنچا ہے، شائع ہے، خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ جن و حرہات سے مسلمانوں نے امام بخاری

کو امام المحدثین، امیر المؤمنین فی الحدیث کا لقب دیا۔ ان میں ایک یہ مبارک کتاب بھی ہے، یہ رتبہ، یہ فضیلت، یہ شرف، یہ اقلیازم تقدیم سے لے کر متاخرین تک اسلام میں نہ کسی محدث کی تصنیف کو حاصل ہوا، نہ کسی فقیہ اور امام کی تالیف کو۔ آج اسلام میں کتاب اللہ کے بعد کس کی تالیف اور کون سی کتاب ہے جس کے آگے کل اسلامی دنیا سر تسلیم خم کرتی ہے؟

(سیرت البخاری ص ۱۷۶)

امام صاحب نے اس کتاب کے لکھنے میں بہت زیادہ محنت کی۔ حافظ ابن حجرؒ نے مقدمہ فتح الباری میں امام صاحب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ

” میں نے اس میں ہر ہر حدیث کے لکھنے سے پہلے غسل کیا ہے

اور دو رکعت نماز پڑھی ہے اور چھ لاکھ احادیث سے انتخاب کر کے یہ کتاب

تیار کی ہے اور اس میں ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس کی صحت کا پورا یقین حاصل

کیے بغیر اس میں درج کی ہو“ (مقدمہ فتح الباری ص ۲۰۲)

صحیح بخاری کی خصوصیات:

صحیح بخاری کی علمی خصوصیات کے متعلق اگر کچھ لکھا جائے تو بغیر کسی مبالغہ کے اس کے لیے ایک مستقل تصنیف درکار ہے۔ عوام کا تو ذکر ہی کیا۔ بعض خواص کے ذہن میں بھی اتنا ہی ہے کہ یہ کتاب صحیح احادیث کا مجموعہ ہے لیکن جن کو صحیح بخاری پر کافی غور و مطالعہ کا وقت ملا ہے انہیں یہ کتاب اصول و عقائد، عبادات و معاملات، مغزوات و سیر، معاشرت و تمدن، سیاست و سلطنت کی ایک مختصر انسائیکلو پیڈیا نظر آتی ہے۔

تعداد روایات:

صحیح بخاری کی روایات کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

روایات مرفوعہ ۳۹۷

تکوار کے ساتھ متابعات و تعلیقات کی تعداد ۱۳۴۱

موقوفات صحابہ و مقطوعات تابعین کی تعداد ۴۴۱

مجموعی تعداد ۹۰۷۹

غیر مکرر روایات مرفوعہ ۲۳۵۳

غیر مکرر متابع و معلق ۱۶۰

غیر مکرر مجموعہ ۲۵۱۳

اس تعداد میں آثار صحابہؓ و تابعینؒ جن کا تراجم ابواب میں مذکورہ سے شامل نہیں ہیں۔

(مقدمہ فتح الباری ص ۱۶۵)

صحیح بخاری کے شرح و حواشی :

صحیح بخاری کو جو جن قبول حاصل ہوا اس کی ایک ادنیٰ دلیل یہ ہے کہ شارحین کی جتنی بڑی اور جس درجہ کی جماعت اس کو نصیب ہوئی، شاندگی کتاب کو ملی ہو، ہر دور کے علماء نے اس پر شرح و حواشی لکھے ہیں۔

مولانا عبد السلام مبارک پوری نے سیرت البخاری میں صفحہ ۲۰۶ تا صفحہ ۲۲۸ تک ۱۴۵ اشروح کا ذکر کیا ہے۔ یہ شرح عربی، فارسی اور اردو میں ہیں۔

صحیح بخاری کی شرح میں سب سے زیادہ شہرت حافظ ابن حجر عسقلانی کی شرح فتح الباری کو حاصل ہوئی۔ یہ وہی شرح ہے جس کی نسبت ”لا ہجرۃ بعد الفتح“ مشہور ہے۔ علامہ ابن خلدون نے اپنی مشہور تاریخ کے مقدمہ میں فرمایا تھا کہ بخاری کی شرح کا دین امت پر باقی ہے، حالانکہ

لے آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں جن باکمال مشاہیر نے دنیائے علم و فضل میں نام روشن کیا۔ ان میں علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی کا نام بہت نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ علوم و فنون کی جامعیت اور مہارت میں انکی نظیر نہ صرف ان کے معاصرین علماء میں مفقود ہے بلکہ بعد کی صدیوں میں بھی خال خالی ہی ایسی شخصیتیں نظر آتی ہیں۔ جو مہارت فنی، باریک بینی، نکتہ سنجی، دقیقہ رسی اور ذکاوت و فطانت میں حافظ عسقلانی کی ہم پلہ ہو سکتے ہیں۔ ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کا آغاز مصر سے کیا، اس کے بعد تحصیل علم کے لیے مختلف اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ اساتذہ و شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے اپنی مشہور تصنیف ”الدر الکافیہ لایمان الماتہ“ میں اپنے اساتذہ و شیوخ کا ذکر کیا ہے۔ تبحر علمی اور جامعیت میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے چنانچہ آپ کو حافظ العصر خاتمہ الحفاظ، امام الامم، محی السننہ، علم الامم، اعلام، فرید الوقت، فخر الزمان اور عمدۃ المتقیین کے خطابات سے نوازا گیا۔

مسئلہ کا شافی تھے اور صاحب تصانیف کثیر تھے۔ امام سیوطی (م ۹۱۱ھ) نے آپ کی تصانیف کی تعداد ۱۸۶ لکھی ہے۔ آپ کی تصانیف میں فتح الباری شرح صحیح بخاری کو جو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ کسی اور کو نہیں ہوتی۔ ۸۵۲ھ میں علم و عمل کے آفتاب نے وفات پائی۔